مسلکِ امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ



مکتوباتِ شریف کی روشنی میں

تصنیف بحکم

آفتابِ طریقت ماہتابِ شریعت غوثِ زماں مقبولِ بارگاہِ رسالت محافظِ ناموسِ صحابہ و اہل بیت پاسبانِ مسلکِ مجدد

حضرت الحاج صاحبزادہ پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی صاحب قدس سرہ

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

تصنیف

حضرت علامہ محمد سعید احمد نقشبندی مجددی کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سابق خطیب مسجد داتا گنج بخش لاہور

النور پبلی کیشنز

دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ملک حسن علی جامعی کی

''تعلیمات مجددیہ''

پرایک نظر

ایک عرصے سے وہابی، دیوبندی، مکاتب فکر کے علماء تحریراً وتقریراً یہ غلط اور بے بنیاد تاثر پھیلا رہے ہیں۔ کہ امام ربانی حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے مکتوبات میں جابجا بریلوی اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات کی پرزور تردید کی ہے اوران کے عقائد ونظریات کو خلاف سنت قرار دیا ہے...... آئمہ احناف وحضرات صوفیاء کرام کے مخالفین ومعاندین کا یہ پروپیگنڈاہی پیش نظر کتاب ''مسلک امام ربانی'' کی تالف کا سبب ہوا، راقم الحروف اس کتاب کو تقریباً مکمل کر چکا تھا کہ ایک دوست نے ''تعلیمات مجددیہ'' مولفہ حسن علی بی۔اے جامعی (غیر مقلد) لاکردی اور فرمایا کہ اس میں جب تلبیسات سے کام لیا گیا ہے ان کے بارے میں کچھ لکھنا چاہیے۔ احقر چونکہ پہلے ہی اس موضوع پر کام کر رہا تھا۔ اس لئے خصوصی توجہ اور دیدہ ریزی سے اس کا مطالعہ کیا۔ اور یہ واضح ہوا کہ اس کتاب میں مولف نے حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تعلیمات کو بالکل غلط انداز میں پیش کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی بہت بڑی جسارت کی ہے اور موصوف کی اس جسارت وبیبا کی کا دندان شکن جواب دینے اور غلط بیانیوں کا پردہ چاک

کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے...... اگرچہ احقر کی تالیف ''مسلک امام ربانی'' کی اشاعت سے عوام بخوبی سمجھ جائیں گے کہ امام ربانی قدس سرہ اور اہل سنت وجماعت کے مذہب ومسلک میں سرمو تفاوت نہیں تاہم ملک حسن علی جامعی صاحب کی غلط بیانیوں کو بے نقاب کرنے اور ان کی تحقیقات کے بھانڈے کو چوراہے میں پھوڑنا از حد ضروری ولابدی ہے۔ بشرط زندگی پہلی فرصت میں ایک مستقل کتاب لکھ کر یہ ثابت کر دیا جائے گا کہ ملک صاحب نے اس کتاب میں ''تعلیمات مجددیہ'' کو پیش نہیں کیا بلکہ وہ ''تلبیسات نجدیہ'' اور ''تلبیسات اسمٰعیلیہ'' کا ایک بہترین مرقع ہے۔

چنانچہ بطور نمونہ ملک صاحب کی اس کتاب سے چند ایک اقتباس پیش کئے جارہے ہیں۔ جنہیں دھوکے اور فریب کاری کی نیت سے ملک صاحب نے حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا اور آپ کا خیال واعتقاد بتایا ہے۔ ملک صاحب کے اقتباسات کے بالمقابل حضرت مجدد صاحب کا اصل مسلک ومشرب مکتوبات کی روشنی میں باحوالہ پیش کیا گیا ہے جس سے ناظرین خود اندازہ کرلیں گے کہ اصل حقیقت کیا ہے اور ملک صاحب نے کس قدر دھوکہ دہی سے کام لیا ہے

تعلیمات مجددیہ:

۱...... ''اصحاب قبور اور زندہ ومردہ صوفیوں کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا، شافی امراض، اور کائنات کا کلید بردار شمار کیا جاتا رہا تھا اسلام کی توحید کو ریاضت کا رنگ دے کے پیش کیا جارہا تھا۔'' (صفحہ ۵)

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۱...... ''ازیں قبیل است مدد ہائے کہ از روحانیت اکابر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کہ مناسب افعال اجسام است کاهلاک الاعداء ونصرۃ الاجساد بوجوہ مختلفۃ وانحاء شتی۔''

(دفتر اول مکتوب ۲۳۹)

ترجمہ: ''اسی قبیلہ سے اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کی امداد واعانت ہے جو جسمانی امداد کی طرح اثر دکھاتی ہے جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا اور مختلف وجوہ اور طریقوں سے دوستوں کی مدد کرنا۔''

تعلیمات مجددیہ:

۲...... ''آج لاکھوں مسلمان ایسے ملے گئے کہ جب ان گمراہوں اور بدعتوں کو ٹوکا جائے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم تو خدا تک ان کے ذریعہ اپنی درخواستیں بھیجتے ہیں یہ جواب درحقیقت اپنے شرک اور بدعملی پر پردہ ڈالنے کے لئے دیتے ہیں۔''

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۲...... ''بھر حال رشتہ محبت ایں طائفہ راز دست ندہد والتجا وتضرع بایں قوم شعار خود سازد و منتظر باشد کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بتوسل محبت ایں طائفہ بجبت خود مشرف سازد و بتمام بجانب خود بکشد۔'' (دفتر اول مکتوب ۷۳)

ترجمہ: ''بہر صورت اولیاء اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ محبت قائم رکھے اور اس پاکیزہ گروہ کے حضور التجاء وتضرع کو عادت اور اپنا شعار بنائے اور اس بات کا منتظر رہے کہ حق تعالیٰ اس مقدس گروہ کے ساتھ محبت کے وسیلہ سے اپنی محبت عطا کرے۔''

تعلیمات مجددیہ:

۳...... یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تک پہنچنے کے لئے اولیاء اور مشائخ اس طور پر واسطہ ہیں کہ مخلوق اپنی ضروریات ان کے سامنے پیش کرتی ہے اور وہ اللہ کے سامنے پیش کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کے توسط اور سفارش سے رزق دیتا ہے اور حاجت پوری کرتا ہے اس خیال کے پیش نظر ان لوگوں نے مشائخ کی قبور وارواح کے متعلق وہ وہ اعتقادات قائم کر رکھے ہیں جو اللہ کے سوا اور کسی سے قائم کرنے جائز نہیں، سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے ہاں تقرب حاصل ہو گیا تو بارگاہ ایزدی میں بھی نزدیکی حاصل

ہوگئی۔ (تعلیمات مجددیہ ص ۳،۲)

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۳..... ''درویشانے کہ قدم راسخ در شریعت دارند واز عالم حقیقت نیک شناسا انداز ایشاں ہمتے باید طلب نمود و مددے باید جست تا عنایت حق سبحانہ از دریچۂ ایشاں ظاہر شد تمام بجانب جناب قدس خود تعالیٰ جذب نماید۔'' (دفتر اول مکتوب:۷۸)

ترجمہ: ''اور وہ درویش جن کے قدم شریعت میں پختہ ہیں اور عالم حقیقت کے اچھے جاننے والے ہیں ان کی ہمت اور توجہ کا طالب بننا چاہئے اور ان سے مدد لینی چاہئے تا کہ حق تعالیٰ کی عنایت ومہربانی ان بزرگوں کے دریچہ سے ظاہر ہو کر ذات واحد کی طرف پوری کشش پیدا ہو جائے۔''

تعلیمات مجددیہ:

۴..... وہی حلال مشکلات، کارساز، بگڑی بنانے والا، فریاد کا سننے والا، روزی دینے والا، ہر کسی کی مصیبت میں کام آنے والا ہے...... اگر انسان نے دعاؤں اور طلبگاریوں میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرلیا تو خدا کی خدائی میں کسی دوسرے کو شریک کرلیا۔''

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۴..... ''می دانی کہ پیر کیست؟ پیر آنکس است کہ از وطریق وصول بجناب قدس خداوندی جل شانہ استفادہ نمائی، مدد ہا واعانت ہا دریں طریق یابی۔''

ترجمہ: ''تجھے معلوم ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر وہ ذات ہے کہ جس سے تجھ کو حق تعالیٰ تک وصول کا راستہ ملتا ہے اور طرح طرح کی مدد واعانت اس راہ میں اس سے تجھے ملتی ہے۔'' (دفتر اول مکتوب:۱۹۰)

تعلیمات مجددیہ:

۵..... ملک صاحب ''اہل بدعت کے وظائف'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

☆ یا حضرت شاہ محی الدین مشکل کشا بالخیر۔

☆ امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن، در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر۔

☆ ما ہمہ محتاج تو حاجت روا، المدد یا غوث اعظم پیر ما۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

''اس قسم کی مشرکانہ تعلیم کا ماخذ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی اپنی تالیفات ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتیں۔''

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۵..... ''حضرت قبلہ گاہی ام می فرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ در بعضے رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا۔''

ترجمہ: ''میرے قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث پاک قدس سرہ نے اپنی بعض تصنیفات میں فرمایا ہے کہ تقدیر مبرم تبدیل کرنے کی طاقت ومجال کسی کو نہیں مگر میں اس کو بھی تبدیل کرسکتا ہوں۔''

لیکن ملک صاحب تعلیمات مجددیہ میں حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کی یہاں سامنے کے ۷/ اور ۸/ میں دی ہوئی عبارت اور عقیدہ کے برعکس شرکیہ عقائد کی نشان دہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تعلیمات مجددیہ:

۶..... جب ان گمراہیوں اور بدعتوں پر ٹوکا جائے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم تو خدا تک ان کے ذریعہ اپنی درخواستیں بھیجتے ہیں، یہ جواب در حقیقت اپنے شرک اور بدعملی پر پردہ ڈالنے کیلئے دیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کے توسط اور سفارش سے رزق دیتا ہے اور حاجات پوری کرتا ہے۔ (تعلیمات مجددیہ ص ۳۰۲)

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

٦......''ایں حالت تا مدتے کشید اتفاقاً دریں وقت گزر بر مزار عزیزے افتاد و دریں معاملہ آن عزیز را ممد و معاون خود کرد، دریں اثناء عنایت خداوندی جل شانہ در رسید و حقیقت معاملہ کماینبغی وانمود۔'' (دفتر اول مکتوب:۲۳۰)

ترجمہ:''یہ حالت ایک مدت تک رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملہ میں اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی۔''

تعلیمات مجددیہ:

٧......بزرگان دین کے تصرف کے متعلق تعلیمات مجددیہ کے ص ۲۸۷، ۲۸۸ پر ہے:

''تیسری وجہ یہ ہے کہ نذر کرنے والے کا عقیدہ ہوتا ہے کہ میت امور میں تصرف کرتی ہے یعنی بگڑے کاموں کو سنوارتی ہے وغیرہ اور ایسا اعتقاد رکھنا کہ خدا کے وریٰ کوئی اور بھی تصرف کر سکتا ہے کفر ہے۔''

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

٧......''ایشاں امان اہل ارض اند وغنیمت روزگار بہم یمطرون و بہم یرزقون در شان ایشاں است، کلام شاں دوا است و نظر شان شفاء۔'' (دفتر دوم مکتوب:۹۲)

ترجمہ: یہ اولیاء حضرات اہل زمین کیلئے باعث امن اور اہل زمانہ کیلئے غنیمت ہیں، انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور انہی کے وسیلہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔''

اسی مسئلہ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ کی مزید عبارات ملاحظہ ہے:۔

''رضائے ایں بزرگواران را وسیلہ حق سازند طریق نجات وفلاح ایں است والسلام۔'' (دفتر اول مکتوب:۲۱۸)

ترجمہ:''ان بزرگوں کی رضامندی کو حق تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ اور وسیلہ بنائیں، نجات وفلاح کا صرف یہی طریقہ ہے۔ والسلام!''

''عقیدہ تصرف از (حضرت امام ربانی قدس سرہٗ) لاجرم بصحبت سلاطین میرفتند و بہ تصرف خود ایشاں را منقاد کردے ساختند۔'' (دفتر اول مکتوب:٦۵)

ترجمہ:''حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اپنے تصرف سے اپنا مطیع بناتے۔''

''پرسیدہ بودند کہ پیر صاحب تصرف مرید مستعد را بہ تصرف خود بمراتبے کہ فوق از استعداد اوست تواند رسانید یا نہ؟ بلے تواند رسانید۔''

ترجمہ:''آپ نے دریافت کیا تھا کہ کیا صاحبِ تصرف پیر ذی استعداد سے بلند مراتب تک لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں! واقعی اس کو بلند مراتب پر پہنچا سکتا ہے۔''

''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر ملک صاحب کی کتاب کے چند حوالے پیش کئے گئے ہیں اور اس کے سامنے کے کالم [1] میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل عقائد دئے گئے ہیں ورنہ ساری کتاب اسی قسم کی تدلیسات اور غلط بیانیوں پر مشتمل ہے۔

ملک صاحب کی افتراء پردازیاں اور اصل حقائق:

ملک صاحب نے اپنی کتاب تعلیمات مجددیہ میں افتراء پردازی اور جھوٹ کا بھی کافی حد تک مظاہرہ کیا ہے چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

مولانا احمد رضا خان کی روش اور طرز انشاء جوانہوں نے شیخ مجدد کے بارے میں اپنی تصانیف میں اختیار فرمائی ہے اس سے صاف عیاں ہے کہ وہ حضرت شیخ مجدد کے متعلق اپنے دل میں استکبار اور خلش اور دلی غیظ کا پہلو رکھتے ہیں ......سامعین وقارئین حیران ہوں گے کہ

[1]......جدید اشاعت میں اوپر تعلیمات مجددیہ کی عبارات اور نیچے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی ارشادات بیان کئے گئے ہیں۔

''رحمۃ اللہ علیہ'' کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا۔ مولانا احمد رضا خان نے اپنی ہر تصنیف میں شیخ مجدد اور شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے متعلق یہی وطیرہ ملحوظ رکھا ہے ...... مجدد مائۃ حاضرہ کے تجدیدی کارناموں کا یہیں سے اندازہ لگالیں۔

اس کے برعکس اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمایئے: ''پھر جو پورے ہی حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں، عیاذاً باللہ! حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافر کہہ دیا ...... غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا، اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا۔'' (حسام الحرمین شریف ص ۴۰)

ملک صاحب اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی غرض سے اصل حقائق کو چھپاتے ہوئے اپنی تالیف ''تعلیمات مجددیہ'' کے صفحہ ۳۳۱ / پر لکھتے ہیں:

''اسی ملک ہند میں حنفی مذہب کا ایک مشہور اور نامور ادارہ دار العلوم دیوبند ہے جس کی ہزار ہا شاخیں اس وقت پاکستان اور بھارت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دار العلوم دیوبند کے بانیان اور شیوخ میں سے نامور ہستیاں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا انور شاہ اور مولانا حسین احمد مدنی ہیں۔ مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان تمام دیوبندی بزرگواروں اور ان سے عقیدت رکھنے والوں کو تکفیر کا نشانہ بنایا، انہیں مرتد قرار دیا، انہیں کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا۔ اپنے رسالوں اور فتووں میں ایسے گندے عقیدے جو بالکل منافی اسلام ہیں اور جن کی نقل سے روح ایمانی لرز جاتی ہے انکی طرف منسوب کئے تازیست احمد رضا خان صاحب کا یہ مشن جاری رہا، اپنے ایک ایک رسالہ میں اور فتویٰ میں کئی کئی وجوہ سے ان کی تکفیر کی کھلے بندوں ارتداد کا حکم ان کے بارے میں جاری کیا۔''

اس کے بعد صفحہ ۳۳۲ / پر لکھتے ہیں:

''الغرض اہل دیوبند کے خلاف سینکڑوں رسالے اور کتابیں شائع کیں، بالآخر خود اور دعاۃ کے ذریعہ تحریری اور تقریری طور پر عوام میں نفرت وحقارت کا ہیجان پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ تکفیر کے فتوں کیلئے چونکہ فقہائے احناف اور عقائد وکلام کے ائمہ کے اصول وقواعد اور ضابطے مولانا احمد رضا خان صاحب کا ساتھ نہیں دیتے تھے اس لئے تکفیر کی عمومی اشاعت کیلئے اور اس کے حلقے وسیع کرنے کیلئے خود قواعد وضع کر لئے۔''

صفحہ ۳۳۳ / پر رقمطراز ہیں:

''الغرض مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان مجاہدین ملت اور ان عاشقان رسول کو اپنے قلم ودہان سے سخت اور سنگین سے سنگین سزا فتووں کی صورت میں جو ان کے امکان میں تھی، دی۔''

اب اصل حقیقت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی زبان فیض ترجمان سے سنئے اور پھر خود انصاف کیجئے کہ ملک صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی طرف خواہ مخواہ اور بلاوجہ جو تکفیر کی ہے کہاں تک درست ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ حسام الحرمین شریف کے صفحہ ۴۰ / پر فرماتے ہیں:۔

''عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں، اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحاق صاحب کو کافر کہہ دیا، مولوی عبدالحئی کو کہہ دیا۔''

حسام الحرمین شریف صفحہ ۴۲ / میں ہے:

''اولاً: ''سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح'' دیکھئے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ

مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور (شاہ اسماعیل) اور اس کے اتباع پر پچھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہ صواب ہے۔ وَھُوَ الصَّوَابُ وَبِہٖ نُفْتِیْ عَلَیْہِ الْفَتْوٰی وَھُوَ الْمَذْھَبُ عَلَیْہِ الْاِعْتِمَادُ وَفِیْہِ السَّلَامَۃُ وَفِیْہِ السَّدَادُ یعنی اسی پر اعتماد اور اسی سے سلامت، راستی میں استقامت۔"

چند سطر بعد فرماتے ہیں:

بالآخر یہی لکھا ص ۶۲ر ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار یعنی کافر کہنے سے کف لسان یعنی زبان روکنا، خود مختار و مناسب، واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم! ثالثاً: سل السیوف الھندیہ علی کفریات بابا النجدیہ دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد چھپا اس میں بھی اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجوہ قاہرہ لزوم کفر ثابت کا ثبوت دیکر صفحہ ۲۱، ۲۲ر پر لکھا کہ حکم فقہی بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں بیحد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے، اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں بایں ہمہ نہ شدت غضب، امن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آئی وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ مختصراً"

رابعاً ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار، دیکھئے کہ بار اول ۱۳۱۷ھ میں عظیم چھپا، اس میں صفحہ ۱۰ر پر لکھا: "ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروریٔ دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے۔"

خامساً: اسماعیل دہلوی کو جانے دیجئے، یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک ان کی دشناموں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحان السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰ر طبع اول پر یہی لکھا: کہ حاش للہ حاش للہ ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو اب تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں، اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو و لا یعلی!

مسلمانو! مسلمانو! تمہیں اپنا دین وایمان اور روز قیامت وحضور بارگاہ رحمن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندہ خدا کی درباره تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اس پر تکفیر کا افتراء کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھناؤنی ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں: اذا لم تستح فاصنع ماشئت جب تجھے حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر۔ بے حیا باش وآنچہ خواہی کن۔"

صفحہ ۴۴ر پر فرماتے ہیں:

"مسلمانو! یہ روشن ظاہر قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے "المعتمد المستند" چھپی، ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو، یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کے افتراء ہی کا رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً شہادت دے

رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یعنی قطعی واضح روشن جلی طور پر سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا، جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندہ خدا وہی تو ہے جوان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر بھی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا، اب رنجش ہوگئی، جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی، حاش للہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت صرف محبت وعداوت خدا ورسول ہے جب تک ان دشنامیوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی نہ سنی تھی، اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایتِ احتیاط سے کام لیا، حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا، جب صاف صریح ضروریات دین ودشنام دہی رب العالمین وسید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا۔"

جن گستاخانہ عبارات پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ نے فتویٰ صادر فرمایا وہ حفظ الایمان، براہین قاطعہ اور تحذیر الناس میں موجود ہیں۔ یاد رہے کہ حرمین طیبین کے علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتوے کی حرف بحرف تصدیق وتائید فرمائی۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی اپنے قلم سے لکھی ہوئی ان تصریحات کے بعد ملک صاحب کے افتراء اور جھوٹ کی قلعی پوری طرح کھل جاتی ہے۔ لعنة الله على الكاذبين!

ملک صاحب نے "تعلیمات مجددیہ" میں صفحہ ۱۹۹ تا ۲۱۴ تک بدعت اور اہل بدعت سے متعلق خامہ فرسائی کی ہے اور حسب عادت مغالطہ دہی کی پوری کوشش کی ہے۔ بدعت سے متعلق حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے مسلک ومشرب کو جاننے کیلئے زیر نظر کتاب میں "مسئلہ بدعت" کے تحت دیئے گئے مضمون کا مطالعہ فرمائیں تاکہ اصل حقیقت حال سے واقف ہوسکیں۔

ملک صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸۷ سے ۳۰۰ تک بعنوان "مشائخ کے نام پر نذر ونیاز کے عقیدہ کا حنفی فقہ میں پوسٹ مارٹم" اپنے وہابی عقائد کے مطابق بہت سی حلال چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور چالاکی یہ کی ہے کہ بہت سی حنفی کتب فقہ کے حوالے درج کئے ہیں تاکہ لوگ فریب میں آجائیں، مگر عادت سے مجبور ہو کر یہاں بھی خیانت سے کام لیا ہے۔ فقہائے کرام نے جہاں کہیں نذرو نیاز کے تحت کچھ چیزوں کو حرام کہا ہے وہاں "تقرب مع قصد العبادة" مراد لیا ہے۔ چنانچہ صاحب درمختار نے جب مطلقاً تقرب کا ذکر کیا تو علامہ شامی نے اس کو علی وجہ العبادة سے مقید کیا علامہ شامی فرماتے ہیں:

"اَیْ عَلٰی وَجْهِ الْعِبَادَةِ لِاَنَّهُ الْمُكَفِّرُ"

یعنی تقرب مع وجہ العبادة کہ یہی وجہ تکفیر ہے۔

لہٰذا قارئین حضرات حوالہ جات کی بھرمار سے کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

شیخ مجدد اور مسئلہ تکفیر

اس عنوان کے تحت بھی ملک صاحب نے حسب دستور غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی مذموم کوشش کی ہے اور مرعوب کرنے کیلئے بہت سی کتب کے حوالے دیئے ہیں اور لکھا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر منع ہے مگر اہل قبلہ سے کون لوگ مراد ہیں اس کی کوئی تشریح نہیں کی، اگر اس کی تشریح کر دیتے تو ان کا بنا بنایا کھیل خراب ہوجاتا اور جس غلط فہمی میں وہ مبتلا کرنا چاہتے تھے اس میں

ناکام ہوجاتے، زیرِ نظر کتاب بعنوان ''اہل قبلہ سے مراد'' کے تحت دی گئی تفصیلات کا مطالعہ فرمایئے تاکہ ملک صاحب کی تلبیسات سے آگاہ ہوسکیں۔

لا الہ الا اللہ کے لغوی معانی اور لفظی ترکیب:

ملک صاحب نے اس عنوان کے تحت اپنی تالیف ''تعلیمات مجددیہ'' میں صفحہ ۳۵۷ سے ۳۶۲ تک ''الا'' کی تحقیق کے نام سے نجدی توحید کو صحیح ثابت کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے کی ناکام کوشش کی ہے جس سے ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ بزرگانِ دین سے مدد واستعانت کے عقیدے کو شرک ثابت کیا جائے لیکن ان کی یہ ساری کوشش صرف اتنی بات سے ''ھباء منثورا'' ہوجاتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خود اولیاء اللہ کی مدد اور ان سے استعانت کے زبردست قائل ہیں جیسا کہ زیر مطالعہ کتاب کے باب ''وسیلہ واستمداد'' میں مکتوبات شریف سے دیئے گئے اقتباسات سے ظاہر ہے۔ اگر حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی توحید کا وہی مفہوم درست ہوتا تو ملک صاحب کی طرح حضرت شیخ قدس سرہ بھی عقیدہ استمداد کو شرک قرار دیتے، نیز چونکہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے نزدیک اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا جائز و درست ہے اس لئے ''تعلیمات مجددیہ'' میں ملک صاحب نے ''اہل بدعت کے وظائف'' کے عنوان کے تحت مشائخ میں مروجہ ندائیہ الفاظ پر مشتمل وظائف کو شرک وبدعت قرار دیا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے نزدیک شرک وبدعت نہیں ہیں بلکہ جائز و درست ہیں اسی لئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں کہیں بھی شرک وناروا نہیں کہا۔ مختصر یہ کہ:

- یہ کتاب کتمانِ حق، مغالطہ دہی، مسخ حقائق، تضاد بیانی اور فریب کاری کا عجیب وغریب نمونہ ہے۔
- اس کتاب کے ذریعہ نجدی واسماعیلی عقائد کا پرچار اور علمائے اہل سنت کے خلاف افتراء وبہتان تراشی کر کے عوام الناس کو حضرت امام ہمام عالی مقام سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید سے برگشتہ کرنا ہے۔

- اس کتاب میں حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی عبارات کو اپنے مخصوص وہابی عقائد پر مطبق اور چسپاں کرنے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے جیسا کہ ناظرین گذشتہ صفحات میں مطالعہ فرما چکے ہیں۔
- اس کتاب میں اہل سنت وجماعت کو مشرکین مکہ کی طرح پکے مشرک وکافر ثابت کرنیکی سعی مذموم کی گئی ہے۔
- اس کتاب کی تالیف کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کیا جائے چنانچہ مؤلف کو امام اہل سنت علیہ الرحمہ سے جو بغض وعناد ہے اس کا خوب کھل کر مظاہرہ کیا گیا ہے اور نہایت گھناؤنی قسم کی الزام تراشیوں سے آتش غیظ کو فرو کیا گیا ہے۔

غرضیکہ اس کتاب کو حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کی تعلیمات سے ہرگز ہرگز کوئی واسطہ وتعلق نہیں ہے۔ بلکہ سادہ لوح عوام کو حضرت شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر دھوکہ دے کر اسماعیلیت کے قریب تولانے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

جناب مؤلف کی بازی گری کے سارے نمونے تو پھر کبھی پیش کئے جائیں گے اس کتاب کا پیش لفظ جناب مولوی محمد ناظم ندوی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ جناب نے حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کے اوصاف وفضائل اور تجدیدی کارناموں کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

''آج سے تقریباً پونے چار سو سال قبل جن حالات سے مسلمانانِ برصغیر پاک وہند گزر رہے تھے انہی حالات سے کم وبیش آج کے مسلمان گزر رہے ہیں۔ وہی مشرکانہ عقائد، جاہلیت کی رسوم اور بدعات کا طوفان موجزن ہے، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعی مقام نبوت سے بے خبر اور مقصد رسالت سے نابلد ہوتے

جا رہے ہیں، فرطِ محبت اور غلو عقیدت نے حق و باطل، شرک و توحید اور بدعت و سنت کے درمیان امتیازات مٹادئے ہیں۔'' (ص ۷)

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

''جو دین متین شرک و بدعت اور کفر کے ایک ایک نقش کو مٹانے آیا تھا اس کے متبعین میں ایسے بھی لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو خود مشرکانہ عقائد اور بدعات و منکرات میں گرفتار نظر آتے ہیں اور کفر و شرک کے نقوش کو اجاگر کر رہے ہیں۔'' (ص ۷)

ظاہر ہے کہ صاحب ''پیش لفظ'' نے ان لوگوں کے متعلق یہ گوہر افشانی فرمائی ہے جو میلاد اور ندائے غیب کے قائل ہیں توسل کو ضروری سمجھتے ہیں، فاتحہ وایصال ثواب کو مستحب جانتے ہیں اور مشائخ کرام کے عرسوں میں شرکت کرنا موجب خیر و برکت خیال کرتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا علم غیب تسلیم کرتے اور ان کو نور مانتے ہیں اور ذات باری تعالیٰ کی طرف کذب وغیرہ جیسی بدصفات کو منسوب کرنا کفر سمجھتے ہیں۔

''مسلک امام ربانی'' کے مطالعہ کے بعد قارئین کرام پر روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز ان سب امور کے نہ صرف قائل بلکہ مؤید تھے مگر جناب ندوی صاحب جو دیوبندی مکتبہ فکر سے متعلق ہیں، نے جن عقائد و خیالات کی بناء پر اہل سنت و جماعت کو مشرک و کافر گردانا ہے۔ وہی عقائد حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کے تھے۔ لہٰذا انہوں نے جو کفر و شرک کی مشین گن چلائی ہے اس کی زد میں سے اول حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کی ذات مقدس ہی آتی ہے۔ العیاذ باللہ! اس دیدہ دلیری اور منہ زوری پر بھی متدین متقی اور محبت حضرت شیخ مجدد ہونے کا دعوے ہے یا للعجب!!

یہی ''ماحی سنت قامع بدعت'' ندوی صاحب کذب و افتراء کی پوٹ تعلیمات مجددیہ'' کے بارے میں رقم فرماتے ہیں:

''اس کے مصنف جناب ملک حسن علی صاحب بی۔ اے جامعی ہیں جنہوں نے بڑی

محنت، کاوش اور خاصی عرق ریزی سے مرتب کی ہے۔ موصوف نے ''مکتوبات امام ربانی''، میں پھیلی ہوئی تعلیمات اور بکھرے ہوئے مضامین کا خلاصہ اور ان کا نظریہ پیش کیا ہے اس کے مطالعہ سے دینی حرارت پیدا ہوتی ہے۔'' (ص ۸)

مؤلف نے جو کمال چالاکی و چابکدستی سے مکتوبات شریف کے مفہوم کو مسخ کر کے عوام کالانعام کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کی ہے، وہ فاضل ندوی کے نزدیک ''مکتوبات امام ربانی''، میں پھیلی ہوئی تعلیمات اور بکھرے ہوئے مضامین کا خلاصہ ہے...... اور پھر یہ فتوے صادر فرمادیا ہے کہ ''اس مطالعہ سے دینی حرارت پیدا ہوتی ہے...... یہ وقت بھی آنا تھا کہ قرآن وسنت کے متبع کہلانے والوں نے جھوٹ اور فریب سے پر کتابوں کے مطالعہ کو دینی حرارت پیدا کرنے والی بتانا تھا۔''

علمائے دیوبند کی یہ خاص صفت ہے کہ وہ ہر اس شخص کو صحیح العقیدہ تسلیم کر لیتے ہیں جو اہل سنت و جماعت (بریلویوں) کو دل کھول کر گالیاں دیتا ہو، خواہ وہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان ارفع اعلیٰ میں گستاخیاں بھی کرتا ہو اور تقلید شخصی کو حرام و شرک کہتا ہو...... اور فقہی جمود کو توڑنے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہو چنانچہ ندوی صاحب مؤلف کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں کہ:

''موصوف ایک وسیع العلم، کثیر المطالعہ اور صحیح العقیدہ بزرگ ہیں۔''[1]

جناب ندوی صاحب کے ''پیش لفظ'' کے بعد ''تعلیمات مجددیہ'' کے دیباچہ نگار مولانا محمد اسماعیل صاحب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان وخطیب جامعہ گوجرانوالہ کے جذبات و خیالات بھی ملاحظہ کیجئے۔ مولوی صاحب موصوف کا دیباچہ بڑے مزے کی چیز ہے۔ اس میں بڑی چابکدستی سے بتایا گیا ہے اور جناب نے اپنے دیباچے میں دیبا وحریر میں لپیٹ لپیٹ کر اہل سنت کو ''نجد کے سنگریزے'' پیش کرنے کی کوشش فرمائی ہے جناب مولوی صاحب

۱؎ ...... فقہی جمود سے اظہار بیزاری دیباچہ نگار نے صفحہ ۱۲ پر کیا ہے۔ ۱۲

موصوف صفات مجددیہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"عام علماء عملی اصلاحات کی پابندی، مروجہ علوم کی روشنی اور اصول مناظرہ کے زیر سایہ گفتگو فرماتے ہیں کبھی کبھی فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (انہیں مروجہ علوم اور اپنی مصطلحات پر فخر ہوتا ہے) کی شان ان کے انداز بیان میں نمایاں ہو جاتی ہے لیکن مجدد مقاصد دین کے تحفظ کے بعد مروجہ علوم اور علماء کے رسوم وعوائد سے بے نیاز ہوتا ہے وہ اپنی زبان میں بولتا ہے اس کی زبان کی تلخی مروجہ رسوم کے تابع نہیں ہوتی بلکہ اس کا لہجہ وقت اور ضرورت کے مطابق بدلتا ہے۔ شاہ اسماعیل شہید نے بھی شرک وبدعات کے متعلق ایک زبان استعمال فرمائی اور اپنے وقت کی بدعات کے خلاف شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی ایک انداز بیان اختیار فرمایا۔"

ہم شروع میں لکھ چکے کہ یہ کتاب "تعلیمات مجددیہ" سے کچھ سروکار نہیں رکھتی بلکہ یہ "تعلیمات نجدیہ" کا پشتارا ہے یعنی نجدی تعلیم کو پھیلانے کیلئے حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کا نام استعمال کیا گیا ہے۔ دیباچہ نگار کے مندرجہ بالا خیالات ہمارے دعوٰی کی بین دلیل ہیں۔ دیکھئے! مولوی محمد اسماعیل صاحب نے علامہ ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی کی زبان درازیوں اور ان کے عقائد پر کس ڈھنگ سے پردہ ڈال کر انہیں مجدد وقت بنانے کی چال چلی ہے اور معاذ اللہ! یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مجدد وقت بدزبان اور دریدہ دہن بھی ہوتے ہیں لہٰذا ابن تیمیہ اور اسماعیل دہلوی کی بدزبانی وتلخ کلامی ان کی مجددانہ شان تھی مگر اس پیشتر سے مجدد وقت کے یہ اوصاف کسی نے نہ لکھے ہیں اور نہ کوئی لکھ سکتا ہے اور مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ ہمارے علم اور یقین کے مطابق بالکل لغو اور قطعاً غلط ہے کیونکہ مجدد وقت تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ واوصاف جمیلہ کا بہترین نمونہ ہوتا ہے چنانچہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ وطاہرہ کا ایک ایک ورق ہمارے سامنے ہے اور وہ مجسمہ اخلاق وپیکر ادب نظر آتے ہیں۔ بزرگوں کی شان میں گستاخی ان کے ہاں حرام وکفر ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ احمد بن عبدالاحد زین العابدین الفاروقی ۱۰۳۴ء دسویں صدی کے اواخر ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت کئی قسم کے جمود پائے جاتے تھے جن کی اصلاح کیلئے حضرت مجدد صاحب نے جرأت مندانہ قدم اٹھایا، سیاسی جمود، تصوف میں جمود، فقہی جمود۔" (ص ۱۱)

یہاں پر دیباچہ نگار نے عوام الناس کو فقہ حنفی سے بدظن کرنے کی کوشش کی ہے...... لگے ہاتھ فاضل علامہ کی ایک اور تحقیق بھی ملاحظہ کر لیجئے، ارقام فرماتے ہیں:

"علماء سے ملا مبارک کا خاندان ایوان شاہی پر قابض تھا۔ اکبر کی لگام علمی طور پر ان ہی حضرات کے ہاتھ میں تھی اور جب دربار پر قبضہ ملا دو پیازہ ایسے مسخروں اور بیربل ایسے بے دین لوگوں کا ہو تو دینی بصیرت، تفقہ، تقوٰی، تدین کہاں سے آئے گا؟ برہمنوں کی نقالی، تیجے، دسویں، چہلم اور گیارہویں اصل دین قرار پا سکتا تھا جو ہندو رسوم کی ایک صورت ہے۔" (ص ۱۱)

فاضل دیباچہ نگار نے یہاں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ملا مبارک کے خاندان کے افراد گیارہویں دینے والوں میں سے تھے لہٰذا ان کی وجہ سے یہ رسوم جاری ہوئیں اور ان کے خلاف مجدد صاحب کو نبرد آزما ہونا پڑا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ملا مبارک اور اس کے بیٹے گیارہویں دینے والوں میں سے نہ تھے اور نہ ہی ان کو بزرگان دین سے کوئی تعلق تھا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ملا مبارک کے پسران ابوالفضل اور فیضی کے ذریعے جن عقائد اور بدعات سیئہ کی ترویج واشاعت ہوئی ان میں سے ایک مسئلہ وحدت ادیان بھی ہے۔ اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس ملحدانہ نظریہ کو پیش کرنے والوں سے رشتہ عقیدہ وتلمذ وہابیہ کا ہے۔ مولوی صاحب اگر بھول چکے ہیں تو ہم یاد دلائے دیتے ہیں کہ اسی ملحدانہ نظریہ کو مولانا آزاد نے تفسیر سورۂ فاتحہ میں پیش کیا ہے۔ اور اگر اس دور کے علماء سو نے اکبر بادشاہ کو نبی تسلیم کرانے کی کوشش کی تھی تو

آپ کے اکابر نے گاندھی کو یہ مقام ومرتبہ دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی۔ کسی نے اس دشمن اسلام کو ''بالقوہ نبی'' کہہ دیا تھا تو کسی نے یہ کہہ دیا کہ ''میں قرآن وحدیث کو اس بت پرست پر نثار کرتا ہوں'' اور اسی کافر اعظم گاندھی کو آپ کے ساتھیوں نے مساجد میں لاکر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بٹھایا۔ العیاذ باللہ!

مولوی صاحب! جوتیوں سمیت آنکھوں میں گھسنے کو کوشش نہ کیجئے، لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس دور کا وہ کونسا گروہ ہے جو ابوالفضل اور فیضی کی جانشینی وسجادگی کا حق ادا کر رہا ہے۔

جناب دیباچہ نگار صاحب غیر مقلدیت کا پرچار کرنے کیلئے رقمطراز ہیں:

''حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ مسلک کے لحاظ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پختہ تعلق رکھتے تھے لیکن ان کی روشنی میں اس قدر وسعت ہے کہ آج کل حضرات احناف کے دونوں شعبوں میں حضرات دیوبند اور حضرات بریلی کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔'' (ص ۱۲)

پھر لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ مجدد الف ثانی کی تحقیق پسند اور وسعت نظر کا یہ اثر تھا کہ ان کے لخت جگر بھی بعض فروعی مسائل میں اختلاف کرتے اور اس کا اظہار کسی تصادم اور مناظرہ کے بغیر فرماتے۔ یہی حال حضرت مجدد کے تلامذہ اور مستفیدین کا ہے وہ فروعی مسائل میں بڑی آزادی سے امام شافعی کے ساتھ بعض اہم مسائل مختلف فیہ پر اتفاق فرماتے اور اس کے باوجود حنفی کہلانے میں مسرت محسوس فرماتے ہیں یہ اس علمی جہاد کا اثر تھا جو حضرت مجدد نے فقہی جمود کے خلاف فرمایا۔'' (ص ۱۳)

مندرجہ بالا دونوں حوالوں کی توضیح وتشریح ہم مولوی محمد ناظم صاحب ندوی یا کسی اور دیوبندی عالم سے چاہتے ہیں۔ امید کہ اصلی حنفیت کے مدعی بخل سے کام نہ لیتے ہوئے ہماری راہنمائی فرمائیں گے اور جناب دیباچہ نگار صاحب سے ہم حضرت مجدد کی عبارت ذیل کا مفہوم و

مطلب دریافت کرتے ہیں۔ حضرت شیخ مجدد مکتوب در مسئلہ رفع سبابہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہرگاہ درروایات معتبرہ حرمت اشارہ واقع باشد و برکراہت فتویٰ دادہ باشند واز اشارت وعقد نہی کنند وآں را ظاہر اصول اصحاب گویند...... ما مقلداں را نمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارت نمائیم وبفتاوای چندیں علماء مجتہدین مرتکب امر محرم ومکروہ ومنہی گردیم۔'' (دفتر اول مکتوب: ۳۱۲)

جناب والا! اسی کو کہتے ہیں فقہی جمود کو توڑنا؟ اور اسی کا نام ہے فقہ کے خلاف جہاد کرنا؟

دیباچہ نگار صاحب کی سطور ذیل بھی قابل غور ہیں جو اپنے اندر بہت بڑے معانی پنہاں رکھتی ہیں، فرماتے ہیں:

''تعجب ہے کہ اہل توحید سے ایک طبقہ مداہنت کا شکار ہو رہا ہے وہ عوام کے خوف اور اہل بدعت کی بدزبانی سے بچنے کے لئے حیلے تلاش کر رہے ہیں، ملک صاحب کی یہ محنت ان بزرگوں کیلئے عبرت کا مقام ہے۔'' (ص ۱۵)

ظاہر ہے کہ یہاں پر مولوی صاحب نے علمائے دیوبند کو مداہنت کا شکار بتایا ہے۔ یعنی اگر وہ مداہنت کو چھوڑ دیں تو پھر وہابیہ اور ان میں ہرگز ہرگز کوئی فرق باقی نہیں رہتا...... اور ہمارے نزدیک علمائے دیوبند کی مداہنت یہ ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو حنفی کہلاتے ہیں اور محض زر کی خاطر پیری مریدی کا ڈول ڈالے ہوئے ہیں اور غالباً مولوی محمد اسماعیل صاحب کا بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

قارئین! پیش لفظ، دیباچہ اور کتاب پر سرسری تبصرہ ختم ہوا۔ مصنف ''تعلیمات مجددیہ'' جناب ملک حسن علی صاحب بی۔ اے جامعی شرقپوری سے تفصیلی ملاقات کا شرف بھی کسی وقت حاصل کیا جائے گا...... ہمیں احساس ہے کہ تبصرہ کرتے وقت ہمارا لہجہ ذرا تیز وتلخ ہو گیا ہے مگر دیباچہ نگار اور ملک صاحب سے توقع ہے کہ وہ ہماری تلخی کو ابن تیمیہ اور اسماعیل دہلوی سے مستعار سمجھتے ہوئے اس کو مجددانہ زبان قرار دے کر کبیدہ خاطر نہیں ہوں گے اور جناب ملک

حسن علی صاحب کی خدمت میں شعر ذیل پیش کر دینا کافی ہے۔

چمن میں تلخ نوائی گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

نوٹ: مولوی محمد اسماعیل صاحب نے دیباچہ ''تعلیمات مجددیہ'' میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اکبر کے دین الٰہی نے فاتحہ و نیاز وغیرہ رسوم کو رائج کیا حالانکہ یہ بالکل غلط بیانی اور صریح کذب ہے جبکہ دین الٰہی گھڑنے والا ملا مبارک ناگوری غیر مقلد تھا اور اسی غیر مقلد نے اکبر کے منہ سے یہ کہلوایا تھا کہ ''مرنے کے بعد فاتحہ دلوانے کی ضرورت نہیں۔'' (ملاحظہ ہو تاریخ پاک و ہند، مصنفہ پروفیسر سید عبدالقادر ایم۔ اے صفحہ ۲۹۰) ملا مبارک کی غیر مقلدیت کا ثبوت حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے حالات کے ذیل میں دیا جا چکا ہے۔

☆☆☆